جامعہ مدنیہ لاہور کا ترجمان

بیاد
محدّثِ کبیر عالمِ ربّانی حضرۃ مولانا سیّد حامد میاں رحمہ اللہ

ربیع الاول ۱۴۳۲ھ/فروری 2011ء

- علم حدیث اور اہل بدعت
- حیات سیدنا مسیح علیہ السلام پر ایک اشکال اور اس کا جواب
- حضرت مولانا انور شاہ کشمیری قدس اللہ سرہ
- تصوف اور شیخین

جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور
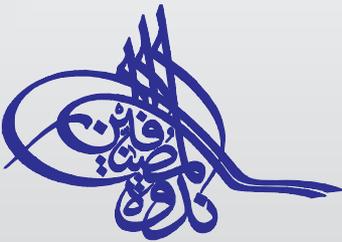
خفی کبر کی اس دنیا میں ایک قسم ایسی بھی پائی جاتی ہے۔ جس میں جھوٹ کی آمیزش بھی ہوتی ہے۔ متکبر انسان ایک مرتبہ جھوٹ بولتا ہے اور پھر اس جھوٹ کے نباہ کے لیے اس پر مسلسل اصرار کیے چلا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ اس پر کبھی یہ بات دلائل سے واضح بھی کر دی جائے کہ جو کچھ آپ فرما رہے ہیں ''جھوٹ'' ہے تو ممکن ہے کہ وہ اپنے جی میں شرما جائے۔

ے
کبھی نیکی بھی اس کے جی میں گر آ جائے ہے مجھ سے
جفا نہیں کر کے اپنی یاد، شرما جائے مجھ سے

لیکن یہ متکبر کبھی بھی اپنی غلطی کا اعتراف نہیں کرتا۔ کبھی یہ تسلیم کر کے نہیں دیتا کہ میں نے ایک مرتبہ جھوٹ بولا تھا پھر حق واضح ہو گیا لیکن میرا کبر اعتراف جرم میں مانع ہے۔

علمی دینی اور اصلاحی مجلّہ

ماہنامہ

لاہور

جلد نمبر: 3	ربیع الاول ۱۴۳۲ھ/فروری 2011ء	شمارہ نمبر: 8-B

نگران

حضرت اقدس مولانا **سید رشید میاں** دامت برکاتہم

مدیر

مفتی محمد سعید خان

مجلس مشاورت

- مولانا شیر الرحمٰن
- مولانا حبیب اللہ اختر
- محمد اورنگ زیب اعوان
- کمپوزنگ: سہیل عباس خدامی

زرِ تعاون

فی شمارہ: 30 روپے، ششماہی: 150 روپے، سالانہ: 300 روپے

بیرون ملک

امریکہ، تھائی لینڈ، جنوبی افریقہ
ویسٹ انڈیز، ناروے وغیرہ 30 امریکی ڈالر
سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، مسقط
بحرین، ایران، عمان، انڈیا وغیرہ 25 امریکی ڈالر
بنگلہ دیش 20 امریکی ڈالر

اکاؤنٹ نمبر: 0060-0081-002374-01-9
الحبیب بینک پاکستان

رابطہ نمبر: 0333-8383337
0333-8383336

E.Mail: alnadwa@seerat.net
www.seerat.net

پتہ برائے خط و کتابت و ترسیل زر

دفتر ماہنامہ الحامد: الندوہ ایجوکیشنل ٹرسٹ، مین مری روڈ، چھتر، اسلام آباد پاکستان 46001

مولانا نعیم الدین طابع و ناشر نے پرنٹ یارڈ پریس لاہور سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ ''الحامد'' لاہور سے شائع کیا

فہرست مضامین

قارئین الحامد توجہ فرمائیں

ماہنامہ ''الحامد'' کے اسلام آباد سے اجراء کے موقع پر جنوری 2011ء میں جلد نمبر **3** کا شمارہ نمبر **8** شائع کرنے کے بعد ہم نے شمارہ نمبر **9** مارچ کا شائع کیا تھا۔ بعض ناگریز وجوہ کی بنا پر ہم فروری کا شمارہ شائع نہ کر سکے۔ اب جب کہ دسمبر 2011ء تک کے رسائل آپ کی خدمت میں پیش کیے جا چکے ہیں تو فائل مکمل کرنے کے لیے ہم فروری **2011**ء کا شمارہ، شمارہ نمبر **8-B** کے عنوان سے آپ کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں۔ اُمید ہے کہ قارئین الحامد ہماری اس وضاحت کو قبول فرمائیں گے۔

ادار یہ

علم حدیث اور اہل بدعت

مفتی محمد سعید خان

آئمہ اھل السنۃ والجماعۃ نے اپنی اپنی کتبِ حدیث میں ان رواۃ کی احادیث نقل کی ہیں، جو اپنی اخلاقیات کے اعتبار سے نہایت سچے اور کھرے افراد تھے لیکن اپنے عقیدے کے اعتبار سے، بدعتی تھے۔ اکابر محدثین مثلاً امام بخاری، امام مسلم، امام ابوداؤد سجستانی اور امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہم وغیرہ نے ان اہل بدعت کی روایات اسی وجہ سے لے لیں کہ یہ بدعتی ہونے کے باوجود سچے اور کھرے تھے یہ بالکل درست اور ممکن ہے کہ کوئی شخص اپنے کردار و گفتار میں سچا ہو لیکن اپنے عقیدے کے اعتبار سے بدعتی ہو۔ حتیٰ کہ اس دنیا میں یہ بھی عین ممکن ہے کہ کوئی اپنے شخص اپنے عقیدے کے اعتبار سے تو کافر ہو لیکن اپنی روزمرہ گفتگو اور نقلِ خبر و روایت میں بالکل سچا ہو، یہ الگ بات ہے کہ دین کے معاملے میں کافر کی روایت سے پرہیز کیا جاتا ہے، اسی وجہ سے ائمہ احادیث قول و کردار کے سچے اور عقیدے کے بدعتی افراد سے روایات حدیث لیتے رہے ہیں لیکن ہمیشہ یہ احتیاط کرتے رہے ہیں کہ اس راوی کا عقیدہ صرف بدعات کی حد تک نادرست ہو، ان کی یہ بدعت، کفر کی حدود میں داخل نہ ہوتی ہو۔

اصول حدیث کی کتابوں میں محدثین اپنی اصطلاح میں اس مندرجہ بالا اصول کو اس طرح سے بھی بیان کرتے ہیں کہ ان کے نزدیک بدعت دو قسم کی ہوتی ہے۔

① **بدعت صغریٰ**. اور یہ وہ بدعت ہے، جو عقیدے یا عمل میں، ہوتی تو ہے لیکن اس کے مرتکب کی

تکفیر نہیں کی جاسکتی، البتہ اسے بدعتی کہا جاسکتا ہے۔ یہ شخص اگرچہ لوگوں کو اپنی اس بدعت کی دعوت ہی کیوں نہ دیتا رہا ہو یا لوگوں کو اس بدعت کی طرف مائل ہی کیوں نہ کرتا رہا ہو پھر بھی اگر وہ دیگر اصول حدیث پر پورا اُترتا ہے تو اُس کی روایت لی جائے گی۔

② **بدعت کبریٰ**. یہ وہ بدعت ہے جس کی حدود کفر سے جاملتی ہیں۔ایسا شخص خواہ اس بدعت کی دعوت دے یا نہ دے، بہرحال اس کی روایت قبول نہیں کی جائے گی خواہ یہ شخص اپنے کردار میں کیسا ہی سچا اور کھرا کیوں نہ ہو۔

چنانچہ تمام اُمت کے فقہاء ومحدثین رحمہم اللہ بدعت صغریٰ کے مرتکبین کی روایات ہمیشہ قبول کرتے رہے ہیں۔

حضرات فقہاء ومحدثین رحمہم اللہ نے یہ اصول قائم کیا اور پھر وہ رواۃِ حدیث کو اسی اصول پر پرکھتے چلے گئے ہیں کہ کس راوی میں کیا بدعت تھی۔اور جب کسی کی بدعت حد کفر تک پہنچی ہوتی تھی تو انہوں نے اسے ترک کردیا اور اگر وہ بدعت درجۂ کفر سے کم تھی اور اس راوی میں دیگر کوئی جھوٹ اور دھوکہ دہی وغیرہ کا عیب نہیں پایا جاتا تھا، تو انہوں نے اس کی روایت کو قبول کرلیا۔

اس اصول ہی کے مطابق حدیث کی کسی روایت میں جب کسی شیعہ راوی کا نام آیا تو حضرات فقہاء ومحدثین رحمہم اللہ نے نہایت انصاف اور دانش مندی سے کام لیا اور طے کیا کہ اگر کوئی راوی محض شیعہ ہے اور اس کی بدعت حد کفر سے کم ہے تو اس کی روایت قبول کرلی جائے گی۔مثلاً ایک راویٔ حدیث میں اس کے علاوہ کوئی قباحت نہیں پائی جاتی کہ وہ سیدنا علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ کو سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے افضل مانتا ہے یا وہ حبّ اہل بیت کرام رضی اللہ عنہم میں مبالغے سے کام لیتا ہے، تو یہ امور عقیدے کی ان معمولی بدعات میں سے ہیں، جن کی وجہ سے کسی سچے اور صحیح آدمی کی روایتِ حدیث ترک نہیں کی جاسکتی، خواہ اُسے عرف عام میں شیعہ ہی کیوں نہ کہا جائے اسی

اصول کے تحت آئمہ اهل السنۃ ،حضرت امام بخاری ، امام مسلم ، امام ترمذی ، امام ابوداؤداور امام نسائی رحمہم اللہ اور ان کے علاوہ بھی دیگر بے شمار محدثین کرام نے اپنی اپنی کتابوں میں اہل تشیع سے روایاتِ حدیث نقل کی ہیں۔

پھراسی اصول کے مطابق اگر روایتِ حدیث میں کوئی ایسا راوی آگیا جو شیعہ نہیں بلکہ رافضی ہے کہ اس کی بدعت حد کفر تک پہنچتی ہے تو پھر اس کی روایتِ حدیث نہیں لی جائے گی۔ مثلاً کوئی ایسا راویٔ حدیث ہے، جس کا عقیدہ یہ ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ دنیا میں دوبارہ واپس تشریف لائیں گے یا پھر وہ معاذ اللہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے سبّ وشتم کا قائل ہے تو یہ شخص رافضی ہے اور اس کی روایت نہیں لی جائے گی گویا کہ ان حضرات آئمہ کرام رحمہم اللہ نے شیعیت اور رافضیت میں فرق کیا اور شیعہ کی روایت تو لی مگر رافضی کی روایت کو چھوڑ دیا۔

اس اصول کی تفصیل ”هدي الساری“ لابن حجر العسقلانی ، ”تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی“، ”الفیض السمائی علی سنن النسائی “ ، ”المدخل للحاکم نیشاپوری مع تحقیق احمد بن فارس السلوم “ اور مقدمہ ”اعلاء السنن“ للشیخ ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین ، اور اصول حدیث پر ان محولہ کتب کے علاوہ ائمہ حدیث نے جو کتابیں لکھی ہیں، میں ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔

هدي الساری میں حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اٹھارہ ایسے رواۃ کے نام گنوائے ہیں، جن کی احادیث صحیح بخاری میں موجود ہیں اور وہ رواۃ شیعہ ہیں۔ یہاں تک کہ انہوں نے عباد بن یعقوب کا تذکرہ بھی کیا ہے کہ وہ رافضی تھے لیکن حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے رواۃ میں سے ہیں۔

صحیح مسلم تو شیعہ راویوں سے بھری پڑی ہے اور حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے روایت کی ہے۔

صحیح بخاری و مسلم کے یہ تمام شیعہ راوی، اس معنی میں شیعہ ہیں جس معنی کی تشریح اصول حدیث کے

مطابق کی گئی ہے اور اب اگر کوئی شخص یہ کہتا ہے کہ ایسے شیعہ سے روایت حدیث قابل قبول نہیں ہے تو پھر اسے چاہیے کہ صحاح ستہ کی کتابوں سے اور خاص کر صحیح بخاری اور مسلم وغیرہ سے ہاتھ دھو بیٹھے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی اصول کے قائل تھے کہ رافضیوں سے روایت نہ لی جائے، ان کے متعلق خطیب بغدادی نے یہ جو روایت نقل کی ہے کہ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ابوعصمۃ نے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے آثار کس سے سنا کروں؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا: ہر اس شخص سے سنو جو اپنی بدعات (ہویٰ) میں اعتدال سے کام لیتا ہو لیکن دیکھو شیعہ راویوں سے روایت نہ لینا کیونکہ ان کا اصل مقصد یہ ثابت کرنا ہوتا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم گمراہ تھے۔ [1]

اس روایت میں حضرۃ الامام رضی اللہ عنہ کی مراد وہ شیعہ ہیں جو رافضی ہیں کیونکہ ان کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو دین، وحی، کتاب اور سنت کی تصدیق کرنے والے اور اسلام کے مذہب حق ہونے کے پہلے گواہ ہیں، ان پر جرح کی جائے، ان کی ثقاہت پر تہمت لگائی جائے اور انہیں ناقابل اعتبار ٹھہرایا جائے تاکہ دین کے یہ ستون کمزور قرار پائیں اور اسلام کی عمارت گر جائے، اور اگر

---

① حدثنا عمر بن إبراهيم قال: سمعت ابن المبارك يقول: سأل أبو عصمة أبا حنيفة: ممن تأمرني أن أسمع الآثار؟ قال: من كل عدل في هواه، إلا الشيعة، فإن أصل عقدهم تضليل أصحاب محمد صلى الله عليه وسلم.

(الكفاية فى معرفة أُصول علم الرواية، باب ذكر بعض المنقول عن آئمة أصحاب الحديث في جواز الرواية عن أهل الأهواء والبدع، رقم الحديث:٣٣٨، ج:١، ص:٣٨٢)

حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول سے مراد مطلقاً ہر شیعہ راوی مراد لیا جائے تو پھر حدیث وسیرت کے بہت بڑے حصے سے دستبردار ہونا پڑے گا۔

شیعہ اور رافضی رواۃ کے فرق کے اصول کو صحیح طور سے سمجھنے کے بعد یہ بھی جان لینا چاہیے کہ بہت سے منکرین حدیث، ناصبی اور بعض اہل حدیث حضرات اس اصول کو غلط استعمال کرتے ہیں۔سیدھے سادھے، عام، سادہ لوح افراد جو محض اُردو زبان کی کتابوں سے دین کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔۔۔اور اپنی اس کوشش میں مخلص بھی ہوتے ہیں ۔۔۔ ان دھوکہ دینے والوں کے فریب میں آجاتے ہیں اور راہِ راست سے بھٹک جاتے ہیں۔ یہ حرکت منکرین حدیث تو اس لیے کرتے ہیں کہ انہیں علم حدیث کو غلط ثابت کر کے اس پاک علم سے اپنی جان چھڑانی ہوتی ہے اور اس علم کو بے اصل ثابت کرنا ہوتا ہے اس لیے وہ جب بھی کسی ایسی حدیث کو دیکھتے ہیں جس میں کوئی راوی شیعہ ہو تو فوراً یہ کہنے لگتے ہیں کہ دیکھو اس حدیث میں تو شیعہ راوی ہے اور شیعہ جھوٹے ہوتے ہیں تو تمہاری کتابوں میں کیسی کیسی جھوٹی روایاتِ حدیث، ان جھوٹے شیعوں کی بھری پڑی ہیں۔ اس طرح وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوتے ہیں اور لوگوں کو، انکار حدیث کے فتنے میں مبتلا کر دیتے ہیں، ان منکرین حدیث کی کتابیں پڑھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ کیسے کیسے دھوکے دیتے ہیں اور ایک صحیح اصول کو کیسے غلط استعمال کرتے ہیں۔

کچھ یہی حال ان ناصبیوں کا بھی ہے کہ انہیں ہر اس روایت کا انکار کرنا ہوتا ہے جس میں اہل بیت کرام رضی اللہ عنہم کی منقبت بیان ہوئی ہو اس لیے جو روایاتِ حدیث ان ناصبیوں کے خلاف پڑتی ہیں اگر اس حدیث میں کوئی شیعہ راوی آجاتا ہے تو یہ فوراً اس حدیث کا انکار بھی کر دیتے ہیں اور شور مچانے لگتے ہیں کہ دیکھو یہ حدیث تو شیعوں کی روایت ہے اس لیے ردّی کی ٹوکری میں پھینک دیئے جانے کے قابل ہے۔بس عام مسلمان ان کے اس دھوکے میں آجاتے ہیں اور ناصبیت کی راہ

اختیار کر لیتے ہیں صحیح اصول کے غلط استعمال کی یہ ایک واضح مثال ہے اور اگر آپ مولانا علامہ حبیب الرحمٰن صدیقی کاندھلوی صاحب کی کتاب ''مذہبی داستانیں اور ان کی حقیقت'' کی چار جلدیں اور دیگر ائمہ نواصب کی کتابوں کا مطالعہ کریں گے تو یہ جان جائیں گے کہ یہ کس طرح دھوکہ دے کر ناصبیت کی راہ ہموار کرتے ہیں اور اہل بیت کرام رضی اللہ عنہم سے نفرت اور حنفی فقہاء کثر اللہ سوادھم پر اعتبار کو مسخ کرتے ہیں۔

بعض اہل حدیث حضرات بھی اپنے مسلک کے دفاع کے لیے جب میدان مناظرہ میں اُترتے ہیں یا عوام کو تقلید کے خلاف بھڑکانا ہوتا ہے تو اپنے مسلک کے خلاف پڑنے والی تمام روایات کو فوراً یہ کہہ کر رد کر دیتے ہیں کہ اس کی سند میں تو فلاں راوی شیعہ ہے، لہٰذا یہ حدیث قابل قبول نہیں ہے۔

عام عوام صحیح اصول کو نہ جاننے کی وجہ سے اس دھوکے کا شکار ہو جاتے ہیں اور راہ کھوٹی ہو جاتی ہے۔

خلاصہ یہ کہ شیعہ راویٔ حدیث اور رافضی راویٔ حدیث دونوں کے فرق کو جاننا چاہیے تاکہ اسلام اور شریعت کو پڑھنے، سننے اور لکھنے والا فرد، غلط راہ پر نہ چل پڑے۔

اس لیے کسی بھی حدیث کی سند میں جب کوئی ایسا راوی آئے جو ''شیعہ'' ہو (رافضی نہ ہو) یا اہل بدعت میں سے ہو تو اس کی روایت سنتے ہی فوراً رد نہیں کر دینی چاہیے بلکہ اس راوی کے متعلق محققین نے جو کچھ اپنی کتابوں میں بحث اور فیصلے کیے ہیں، پہلے انہیں پڑھ لینا چاہیے۔

اھل السنۃ والجماعۃ کے اکابر محدثین، اہل بدعت کی روایتِ حدیث کو کیسے قبول کرتے ہیں؟ اس کی دو مثالیں پیش کی جا رہی ہیں اور ان دونوں مثالوں میں بہت سے ضمنی فوائد بھی حاصل ہوں گے۔

پہلی مثال تو یہ ہے کہ جیسے حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح بخاری میں عمران بن حطان بدعتی کی روایت نقل کی ہے۔

عمران بن حطان یہ مشہور تابعی ہیں اور اس نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کی زیارت کی ہے اس وجہ سے ان کا شمار تابعین میں کیا جاتا ہے اور ظاہر ہے کہ کہنے کو تو یزید اور حجاج ابن یوسف بھی تابعین میں سے تھے لیکن یہ وہ لوگ ہیں جو اگر کافر نہیں تو فاسق تو یقیناً تھے ان کی تابعیت نے انہیں کچھ نفع نہ دیا۔ بعض مؤرخین کو جو یہ غلط فہمی ہوگئی ہے کہ عمران، حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے تھے تو یہ بات درست نہیں ہے اگر یوں ہوتا تو وہ تو درجۂ صحابیت میں پہنچ جاتے، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ''الاصابۃ'' میں اس غلطی کی تصحیح کی ہے، عمران اپنے ہم مسلک خوارج کے امام تھے اور اگرچہ خوارج کے اس گروہ سے تعلق رکھتے تھے جو جہاد کو اچھا نہیں سمجھتے تھے لیکن جب عبدالرحمٰن بن مُلجَم نے خلیفہ راشد سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا تو عمران نے انتہائی خوشی کا اظہار کیا اور اس بدبخت قاتل کی موت پر اس کا مرثیہ بھی لکھا اور اس میں یہ مدحیہ اشعار بھی کہے۔ ①

يَا ضَرْبَةً مِنْ تَقِيٍّ مَا أَرَادَ بِهَا ۔۔۔ إِلَّا لِيَبْلُغَ مِنْ ذِي الْعَرْشِ رِضْوَانَا

إِنِّي لأَذْكُرُهُ يَوْمًا فَأَحْسَبُهُ ۔۔۔ أَوْفَى الْبَرِيَّةِ عِنْدَاللّٰهِ مِيزَانَا

واہ واہ، اُس (ابن مُلجَم) پرہیزگار نے کیا وار کیا ہے اور کرنے والے (ابن مُلجَم) کی، اس وار سے کوئی غرض نہ تھی، سوائے اس کے کہ اس نیکی سے عرش کا مالک، اللہ سبحانہ وتعالیٰ خوش ہو جائے۔

میں جب اس وار کو یاد کرتا ہوں تو سوچتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اس (ابن مُلجَم) کی یہ نیکی، تمام نیکیوں سے بڑھ کر ہوگی۔

① الإصابة، حرف العين، رقم: ٦٨٩١، عمران بن حطان، ج:٥، ص:٢٣٢.

یہ اشعار بتاتے ہیں کہ عمران، سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی شہادت پہ کتنے خوش تھے اور حد ہے کہ اس قتل ناحق کے مرتکب کو مبارک باد دے رہے ہیں۔

اھل السنۃ والجماعۃ کی طرف سے امام ابو الطیب الطبری رحمۃ اللہ علیہ نے عمران کے ان اشعار کا جواب دیتے ہوئے فرمایا تھا:

إِنِّي لأَبْرَأُ مِمَّا أَنْتَ تَذْكُرُهُ   عَنِ ابْنِ مُلْجَمٍ المَلْعُونِ بُهْتَانَا

إِنِّي لأَذْكُرُهُ يَوْماً فَأَلْعَنُهُ   دِيناً وَأَلْعَنُ عِمْرَانَ بْنَ حِطَّانَا

(عمران) جو باتیں تم نے اپنے اشعار میں کہی ہیں، میں تو ان سے بیزار ہوں اور ابن مُلجَم ملعون نے (سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر) جو (کفر کی) تہمت لگائی تھی، میں اس پر بھی لعنت بھیجتا ہوں۔ میں جب بھی ابن ملجم کو یاد کرتا ہوں تو اس کے عقیدے پر لعنت بھیجتا ہوں اور عمران بن حِطّان نے، جو اس کی مداح سرائی کی، تو اس پر بھی لعنت ہو۔

یہ جس عقیدے پر لعنت کی جارہی ہے وہ ان خوارج کا یہ عقیدہ تھا کہ بعض صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم مسلمان نہیں تھے چنانچہ عمران کا بھی یہی عقیدہ تھا اور ان کا انتقال ۸۴ھ میں ہو گیا تھا۔

حافظ الدین ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ حافظ شمس الدین الذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "سیر أعلام النبلاء" کی چوتھی جلد میں عمران بن حِطّان کے تذکرے میں اس کے مرثیے پر تفصیل سے بحث کی ہے۔

اب دیکھیے یہ عمران بن حِطّان اگرچہ خوارج کے دُعاۃ اور اہل بدعت کے ائمہ میں سے تھے، لیکن حضرۃ الامام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بخاری میں ان سے روایات لی ہیں مثلاً عمران کی دو روایات صحیح بخاری کی کتاب اللباس میں مل جاتی ہیں [1]

---

(1) کتاب اللباس، باب لبس الحریر للرجال وقدر ما یجوز منه، رقم الحدیث: ۵۸۳۵.................

ایسے ہی امام حافظ ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی رحمۃ اللہ علیہ نے سنن أبی داؤد، کتاب اللباس میں عمران سے ایک حدیث لی ہے ①

ایسے ہی امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سنن کی کتاب الزینة میں عمران سے روایت لی ہے۔ ②

یہ تینوں مثالیں پیش کرنے کا مطلب یہ ہے کہ بدعتیوں کے تمام فرق باطلہ خوارج، شیعہ، قدریہ، مرجئہ، معتزلہ اور جہمیہ وغیرہ سے اھل السنة والجماعة کے ائمہ تفسیر، حدیث، فقہ اور تاریخ نے ان گنت روایات لی ہیں اور یہ ایسی حقیقت ہے کہ کوئی بھی صاحبِ مطالعہ مفسر، محدث، فقیہہ یا مؤرخ اس کا انکار نہیں کرسکتا۔ اسماء الرجال کی کتابوں میں اگر کوئی ابان ابن تغلب، سعید بن فیروز، سعید بن عمرو ہمدانی، عبداللہ بن عیسیٰ کوفی، عدی بن ثابت، محمد بن جحادہ اور زاذان کندی وغیرہ کے حالات کا مطالعہ کرے گا تو ہماری گذارشات کی تصدیق ہوجائے گی۔

در بساط نکتہ داناں خودفروشی شرط نیست
یاسخن دانستہ گو اے مرد غافل یا خموش

خودفروشی چھوڑ دے، لب بند اپنے، رہ خموش   سِرّ نازک ہے یہاں، کچھ دم مزن، نہ لاف مار.

بدعتی رواۃِ حدیث سے روایات نقل کرنے کی دوسری مثال ایک راوی شبابہ بن سوّار ہیں۔

..........کتاب اللباس، باب نقض الصور، رقم: ۵۹۵۲.

① کتاب اللباس، باب الصلیب فی الثوب، رقم الحدیث، ۴۱۵۱.

② کتاب الزینة، باب التشدید فی لبس الحریر، رقم الحدیث: ۵۳۰۶.

یہ صورت حال اس وقت مزید پیچیدہ ہو جاتی ہے جب وہ متکبر انسان، بزعم خویش، ''اکابر'' کی فہرست میں داخل ہوتا ہے اپنے مزعومہ اکابر کا پرستار اور علم و مطالعہ سے عاری، انسان۔ اسی وجہ سے وکیل اپنے مؤکل کے سامنے، ڈاکٹر اپنے مریض کے سامنے، افسر اپنے کلرک کے سامنے، مولوی اپنے مقتدی کے سامنے اور شیخ اپنے مریدوں کے سامنے اپنی غلطی کبھی تسلیم نہیں کرتا اور ہمیشہ اپنے جھوٹ کو ''سچ'' بنانے کی تاویلات کاسدہ میں مصروف رہ کر اپنی عمر اور صلاحیتوں کو برباد کرتا رہتا ہے۔

صورت حال اگر ایسی ہو تو ان ''اکابر'' (وکیل، ڈاکٹر، افسر، مولوی، شیخ) کو سب سے پہلے اپنی فکر کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کی پکڑ نہایت سخت، جھوٹ کی سزا نہایت شدید اور مظلوموں کی آہ نے بہت سی عدالتیں اور مطب تباہ کر دیئے ہیں اور کتنی ہی عبادت گاہیں اور آستانے اجڑ کر رہ گئے ہیں۔

Monthly Al.HAMID LAHORE